AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے معاشی اصولوں کی روشنی میں ان کا حل: ایک تجزیاتی مطالعہ

Current Economic Challenges of Pakistan and Their Solutions in the Light of Economic Principles of Hazrat Usman Bin Affan: An Analytical Study

Hafiza Fatima Younas
Mphill Scholar, Islamic Studies
Khwaja Fareed University of Engineering & Information Technology, Rahim Yar Khan
Email: hafizafatima251@gmail.com
Dr. Majid Rashid (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic studies, KFUEIT, RYK.
Email: majid.rashid@kfueit.edu.pk
Mr. Khubaib Ahmad (Corresponding Author)
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, KFUEIT, RYK.
Email: khubaib.ryk@gmail.com

Abstract:
This article explores Pakistan's persistent and multidimensional economic crisis, examining it through the lens of the economic principles established during the caliphate of Hazrat Usman bin Affan (RA), the third Rightly Guided Caliph of Islam. His twelve-year rule, one of the most prosperous eras in early Islamic history, offers a unique administrative and fiscal model rooted in transparency, free trade, and public welfare. This study adopts an analytical approach to examine how these economic policies can inform solutions to Pakistan's contemporary challenges.
The research addresses critical dimensions of Pakistan's economy, including chronic inflation, mounting external and internal debt, a widening fiscal deficit, unemployment, tax evasion, corruption, and a growing trade deficit. Considerable attention is given to Hazrat Usman's (RA) approach to treasury management (Bait-ul-Mal), the equitable distribution of wealth through Zakat and Ushr, and the promotion of trade and agricultural development.
By comparing Pakistan's conventional, debt-dependent economic policies with the principles of the Usmani economic model, the article highlights an alternative framework rooted in fiscal discipline, minimal state interference, and social justice. The findings suggest that Hazrat Usman's (RA) economic approach, when reframed in modern terms, offers practical and sustainable lessons for structural economic reform, providing policymakers and researchers a viable roadmap for Pakistan's long-term economic self-reliance and stability.
Keywords: *Economic Crisis, Bait-ul-Mal, Zakat, Inflation, Islamic Economics, Hazrat Usman bin Affan (RA), Fiscal Policy.*

تمہید:

اکیسویں صدی میں پاکستان کو درپیش سنگین چیلنجز میں معاشی عدم استحکام سب سے نمایاں اور تشویشناک ہے۔ ملک ایک ایسے معاشی چکر میں پھنس چکا ہے جہاں بڑھتا ہوا بجٹ خسارہ، قرضوں کا پہاڑ، افراطِ زر (Inflation)، روپے کی گرتی ہوئی قدر (Value) اور پیداواری صلاحیت کا فقدان ملکی سالمیت اور عوامی بقا کے لیے خطرہ بن چکے ہیں۔ مغربی

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سرمایہ دارانہ نظام اور آئی ایم ایف (IMF) وورلڈ بینک (World Bank) جیسے عالمی مالیاتی اداروں کی کڑی شرائط پر مبنی روایتی معاشی پالیسیاں پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ ان ماڈلز نے غریب اور امیر کے درمیان فاصلہ بڑھا کر معیشت کو مزید غیر مستحکم اور غیر پیداواری بنا دیا ہے۔ اس صورتحال میں متبادل اور پائیدار معاشی نظریات کی طرف رجوع ضروری ہو چکا ہے۔

اسلام کا معاشی نظام محض عبادات یا اخلاقی اصولوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل عملی ریاستی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے اور اس کی بہترین مثال دورِ خلفائے راشدین ہے۔ بالخصوص تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ کا بارہ سالہ دورِ خلافت معاشی خوشحالی، تجارتی فروغ اور عوامی بہبود کا سنہری دور مانا جاتا ہے۔ آپؓ نے بیت المال کے نظام میں شفافیت اور اصلاحات متعارف کروائیں۔ ریاستی مداخلت کم رکھ کر آزادانہ تجارت (Free Trade) کو فروغ دیا اور زراعت و آبی وسائل جیسے بنیادی انفراسٹرکچر پر خصوصی توجہ دی۔ آپؓ کا معاشی ماڈل معاشی آزادی اور سماجی انصاف کا ایسا امتزاج پیش کرتا ہے جو سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کی بے رحمی اور اشتراکیت (Socialism) کی سختی، دونوں سے پاک ہے۔

پاکستان کے معاشی مسائل کا حل عارضی بیل آؤٹ پیکجز (Bailout Packages) یا مزید قرضوں میں نہیں بلکہ معاشی ڈھانچے کی از سرِ نو تعمیر میں چھپا ہوا ہے۔ زیرِ نظر آرٹیکل کا مقصد پاکستان کے موجودہ معاشی بحران کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے سنہری معاشی اصولوں کی روشنی میں اس کا عملی حل تجویز کرنا ہے۔ یہ مطالعہ محض تاریخی موازنہ نہیں بلکہ عہدِ عثمانی کی تجارتی، زرعی اور انتظامی پالیسیوں کو جدید اصطلاحات کے تناظر میں پرکھتے ہوئے پاکستان کے لیے ایک ٹھوس اور پائیدار روڈ میپ (Roadmap) پیش کرتا ہے جس پر عمل کر کے ملک خود انحصاری کے ساتھ ایک حقیقی فلاحی ریاست کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

1. پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل:

لغوی اعتبار سے معیشت کا مطلب ہے وسائل کا انتظام، پیداوار، تقسیم اور استعمال کا نظام جس کے ذریعے کسی معاشرے کی انسانی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ سادہ الفاظ میں معیشت اس بات کا نام ہے کہ ایک ریاست اپنے محدود وسائل کو کس طرح استعمال کر کے عوام کی لامحدود ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتی ہے[1]۔ جب یہ نظام متوازن انداز میں کام نہیں کرتا یعنی وسائل کی تقسیم غیر منصفانہ ہو، پیداوار میں کمی ہو یا اخراجات آمدنی سے بڑھ جائیں تو اسے "معاشی مسئلہ" کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی موجودہ صورتحال میں یہ مسائل مہنگائی، قرضوں، بجٹ خسارے اور بے روزگاری کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

1.1. مہنگائی اور افراطِ زر (Inflation):

پاکستان کی معیشت کو درپیش سب سے شدید اور عوام پر براہِ راست اثر انداز ہونے والا مسئلہ افراطِ زر ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان (State Bank of Pakistan) نے مہنگائی کے لیے 5 تا 7 فیصد کا ہدف مقرر کر رکھا ہے مگر حالیہ برسوں میں یہ حد بار بار عبور ہوئی ہے۔ جون 2026 میں سالانہ افراطِ زر کی شرح 11.1 فیصد رہی جو گزشتہ سال جون 2025 کی محض 3.2 فیصد کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اس مہنگائی کے پیچھے بنیادی وجوہات میں توانائی کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ، جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور روپے کی کمزور قدر شامل ہیں۔ خوراک کے شعبے میں افراطِ زر مئی کے 6.8 فیصد سے بڑھ کر جون میں 9.4 فیصد تک جا پہنچا۔ مسلسل مہنگائی کے نتیجے میں روپے کی قوتِ خرید میں کمی، متوسط اور کم آمدنی والے طبقات کی بچت کی صلاحیت کا خاتمہ اور بنیادی ضروریاتِ زندگی تک رسائی میں مشکلات جیسے اثرات سامنے آئے ہیں۔ اس صورتحال نے یہ ثابت کیا ہے کہ محض شرحِ سود میں اضافہ مہنگائی پر قابو پانے کے لیے کافی نہیں بلکہ پیداواری صلاحیت اور توانائی کی خود کفالت پر بھی توجہ درکار ہے۔[2]

1.2. بے روزگاری اور غربت (Unemployment and Poverty):

پاکستان کی معیشت کو افرادی قوت کے شعبے میں بھی سنگین چیلنجز کا سامنا ہے۔ ملک میں بے روزگاری کی شرح 7.1 فیصد تک پہنچ چکی ہے جبکہ تقریباً 59 لاکھ افراد بے روزگار ہیں۔ اسی کے ساتھ غربت کی شرح بڑھ کر 28.9 فیصد ہو چکی ہے یعنی ہر سو میں سے تقریباً 29 افراد خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ دیہی علاقوں میں یہ شرح 36.2 فیصد جبکہ شہری علاقوں میں 17.4 فیصد ہے۔ اس کے ساتھ آمدنی میں عدم مساوات (Income Inequality) کا اشاریہ بھی 28.4 فیصد سے بڑھ کر 32.7 فیصد ہو چکا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ معاشی ترقی کے دعووں کے باوجود اس کے ثمرات عام آدمی تک نہیں پہنچ پا رہے۔ نوجوان اور خواتین سب سے زیادہ متاثر ہیں اور ہزاروں ہنر مند افراد روزگار کی تلاش میں بیرونِ ملک جا رہے ہیں جو ملک کے لیے ایک اور طرح کے معاشی نقصان کا باعث بن رہا ہے۔[3]

1.3. بجٹ خسارہ (Fiscal Deficit):

بجٹ خسارے سے مراد وہ صورتحال ہے جب حکومت کے کل اخراجات اس کی آمدنی سے بڑھ جائیں۔ پاکستان کا بجٹ خسارہ طویل عرصے سے اس کی معیشت کا ایک مستقل مسئلہ رہا ہے۔ مالی سال 2025-26 کے لیے بجٹ خسارہ جی ڈی پی (GDP) کے تقریباً 3.6 فیصد تک محدود کرنے کا تخمینہ لگایا گیا جو گزشتہ سال کے 5.4 فیصد کے مقابلے میں 21 سالوں کی کم ترین سطح ہے تاہم یہ بہتری بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے منافع اور قرضوں کی جلد ادائیگی جیسے عارضی اقدامات کی مرہونِ منت ہے، نہ کہ آمدنی میں حقیقی اضافے کی۔ آئندہ مالی سال 2026-27 کے وفاقی بجٹ میں مجموعی اخراجات 18.77 کھرب روپے مقرر کیے گئے اور آمدنی کا تخمینہ 20.6 کھرب روپے لگایا گیا ہے۔ اس کے باوجود خسارہ 6.859 کھرب روپے تک پہنچ گیا جسے مزید قرض لے کر پورا کیا جائے گا۔ اس مسلسل خسارے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکومتی آمدنی کا بڑا حصہ قرضوں کی ادائیگی اور دفاعی اخراجات پر صرف ہو جاتا ہے جس سے ترقیاتی و فلاحی منصوبوں کے لیے وسائل محدود رہ جاتے ہیں۔[4]

1.4. بیرونی اور اندرونی قرضے (External and Internal Debt):

پاکستان کے قرضوں کا حجم مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ مارچ 2026 تک ملک کا بیرونی قرضہ 137.6 ارب ڈالر تھا۔ ان بیرونی قرضوں میں سے 56 فیصد سے زائد کثیر الجہتی مالیاتی اداروں (Multilateral Institutions) بشمول آئی ایم ایف (IMF) سے حاصل کیا گیا ہے جبکہ اندرونی قرضے بھی 53 کھرب روپے سے تجاوز کر چکے ہیں۔ آئندہ بجٹ میں تنہا قرضوں کی ادائیگی کے لیے 8.2 کھرب روپے مختص کیے گئے ہیں جو مجموعی بجٹ کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ اس صورتحال نے پاکستان کو ایک ایسے چکر میں پھنسا دیا ہے جہاں نئے قرضے پرانے قرضوں کی ادائیگی کے لیے لیے جاتے ہیں جسے "قرضوں کا جال" (Debt Trap) کہا جا سکتا ہے۔ اس مسلسل انحصار نے ملکی خود مختاری اور آزادانہ پالیسی سازی کی صلاحیت کو بھی محدود کر دیا ہے کیونکہ بیشتر معاشی فیصلے قرض دہندہ اداروں کی شرائط کے تابع ہو چکے ہیں۔[5]

1.5. ٹیکس نظام کی خرابیاں اور ٹیکس چوری (Tax Evasion):

پاکستان کا ٹیکس نظام کئی ساختی خرابیوں کا شکار ہے جن میں سب سے نمایاں ٹیکس چوری اور غیر منصفانہ ٹیکس بوجھ ہیں۔ زرعی آمدنی پر مؤثر ٹیکس نہ لگنے، وفاقی و صوبائی اداروں کے درمیان ڈیٹا شیئرنگ کی کمی، اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو (Federal Board of Revenue, FBR) کی ادارہ جاتی کمزوریوں کے باعث ٹیکس چوری اور بچت کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ حکومت کا زیادہ تر انحصار بالواسطہ ٹیکسوں (Indirect Taxes) پر ہے جس کا بوجھ امیر و غریب دونوں پر برابر پڑتا ہے جبکہ بااثر طبقات براہِ راست ٹیکس (Direct Tax) سے بڑی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔ مالی سال 2026-27 کا ٹیکس وصولی ہدف 15.264 کھرب روپے مقرر کیا گیا مگر ماضی کے رجحانات کے پیشِ نظر اس ہدف کا حصول غیر یقینی ہے کیونکہ FBR کم ہی اپنے مقررہ اہداف پورے کر پایا ہے۔ اس ناکامی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حکومت کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے مزید قرض لینا پڑتا ہے جو مجموعی مالی بحران کو مزید سنگین بنا دیتا ہے۔[6]

1.6. کرپشن اور بدانتظامی (Corruption and Mismanagement):

کرپشن پاکستان کی معیشت کو اندر سے کھوکھلا کرنے والا ایک بنیادی عنصر ہے۔ ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل (Transparency International) کے کرپشن پرسیپشن انڈیکس (Corruption Perceptions Index) میں پاکستان کو 100 میں سے صرف 27 پوائنٹس دیے گئے ہیں جو ادارہ جاتی بدعنوانی کی سنگین سطح کو ظاہر کرتا ہے۔ سرکاری اداروں میں بدانتظامی، سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے طبقات کو ٹیکس چوری اور معاشی مراعات تک آسان رسائی، اور خسارے میں چلنے والے سرکاری اداروں (State-Owned Enterprises) پر ٹیکس دہندگان کے پیسے کا مسلسل خرچ، یہ سب مل کر وسائل کے غلط استعمال کو جنم دیتے ہیں۔ اس کا براہِ راست نقصان عوامی فلاحی منصوبوں، صحت، تعلیم اور بنیادی انفراسٹرکچر کو پہنچتا ہے۔ اس لیے کے جو وسائل ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے چاہئیں وہ کرپشن اور بدانتظامی کی نذر ہو جاتے ہیں جس سے عوام کا ریاستی اداروں پر اعتماد بھی کم ہو جاتا ہے۔[7]

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1.7. تجارتی خسارہ(Trade Deficit):

پاکستان کی برآمدات کے مقابلے میں درآمدات کا حجم مسلسل بڑھ رہا ہے۔مالی سال 2025-26 میں ملکی تجارتی خسارہ 39.47 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔اس خسارے کی بنیادی وجہ توانائی کی بلند بین الاقوامی قیمتیں اور خام تیل کی درآمد پر ملکی انحصار ہے جبکہ برآمدات میں مطلوبہ اضافہ نہیں ہو سکا۔پاکستان کی برآمدی صنعتیں بھی خام مال اور مشینری کی درآمد پر انحصار کرتی ہیں جس سے تجارتی خسارے میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔یہ مسلسل خسارہ زرِ مبادلہ کے ذخائر (Foreign Exchange Reserves) پر دباؤ ڈالتا ہے۔درآمدی بل ادا کرنے کے لیے مزید قرض لینے کی ضرورت پیدا کرتا ہے اور بالآخر روپے کی قدر میں کمی کا باعث بھی بنتا ہے جس سے مہنگائی کا دائرہ مزید وسیع ہو جاتا ہے۔[8]

1.8. روپے کی گرتی ہوئی قدر(Currency Depreciation):

پاکستانی روپے کی قدر میں گزشتہ برسوں میں شدید کمی واقع ہوئی ہے۔مارچ 2022 سے مارچ 2023 کے درمیان روپیہ 177 سے گر کر 260 روپے فی ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔اگرچہ اس کے بعد نسبتاً استحکام آیا مگر یہ استحکام مارکیٹ کی قدرتی قوتوں کی بجائے انتظامی کنٹرول اور کرنسی راشننگ (Currency Rationing) کے ذریعے برقرار رکھا گیا۔روپے کی کمزوری کا براہِ راست اثر درآمدی اشیاء بالخصوص توانائی کی قیمتوں پر پڑتا ہے جو مہنگائی میں مزید اضافہ کرتا ہے۔تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ روپے کی قدر میں کمی ٹیکس وصولی خصوصاً انکم ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حقیقی آمدنی کم ہو جاتی ہے اور درآمدات مہنگی ہو جاتی ہیں۔یوں کرنسی کی کمزوری، مہنگائی، تجارتی خسارہ اور محدود ٹیکس وصولی ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہوئے مجموعی معاشی عدم استحکام کو مزید گہرا کر رہے ہیں۔[9]

2. حضرت عثمان بن عفانؓ کے معاشی اصول:

حضرت عثمان بن عفانؓ اسلام کے تیسرے خلیفہ تھے جو 644ء میں منصبِ خلافت پر فائز ہوئے اور تقریباً بارہ سال (23 تا 35 ہجری) حکومت کی[10]۔آپؓ کا دورِ خلافت اسلامی سلطنت کی وسعت اور استحکام کا اہم دور تھا جس میں شمالی افریقہ، قبرص اور فارس کے کئی علاقے فتح ہوئے۔اسلام سے قبل بھی آپؓ ایک کامیاب اور دیانت دار تاجر تھے اور یہی تجارتی سوجھ بوجھ آپؓ کے انتظامی فیصلوں میں نمایاں رہی۔آپؓ کے دور کی سب سے اہم انتظامی خصوصیات میں بیت المال کا مرکزی انتظام، کرنسی کی یکسانیت اور عوامی فلاحی منصوبوں میں توسیع شامل ہیں۔آپؓ نے اپنی ذاتی دولت کو بھی امتِ مسلمہ کی فلاح کے لیے بار بار وقف کیا جیسے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر تین سو اونٹوں کے ساتھ مکمل رسد کی ذمہ داری اٹھانا جو آپؓ کی سخاوت اور معاشی تدبر دونوں کی علامت ہے۔[11]

2.1. بیت المال کے نظم ونسق کے اصول:

بیت المال یعنی ریاستی خزانہ، اسلامی معیشت کا مرکزی ستون تھا۔حضرت عثمانؓ کے دور میں فتوحات کی وسعت کے باعث بیت المال میں آنے والی دولت میں غیر معمولی اضافہ ہوا جس کے باعث آپؓ نے اس کے انتظام کو مزید منظم اور مستحکم بنایا۔بیت المال میں زکوٰۃ، عشر، خراج، جزیہ اور غنیمت جیسے مختلف ذرائع سے وسائل جمع ہوتے اور ان کا حساب کتاب رکھنے کے لیے مستقل انتظامی ڈھانچہ قائم کیا گیا تاکہ وسائل کی تقسیم منصفانہ اور شفاف انداز میں ہو سکے۔آپؓ کا یہ اصول تھا کہ بیت المال کی دولت پوری امت کی مشترکہ امانت ہے نہ کہ خلیفہ یا کسی خاص طبقے کی ذاتی ملکیت۔قرآنِ کریم میں اس اصول کی بنیاد یوں بیان کی گئی ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ[12]

ترجمہ: "تاکہ یہ (دولت) صرف تمہارے مالداروں ہی کے درمیان نہ گردش کرتی رہ جائے۔"

اسی اصول کی روشنی میں وسائل کی تقسیم ضرورت اور استحقاق کے مطابق کی جاتی تھی نہ کہ اثر ورسوخ کی بنیاد پر۔[13]

2.2. زکوٰۃ، عشر، خراج اور دیگر مالی وسائل:

اسلامی ریاست کی معیشت کا بنیادی انحصار چند مخصوص مالی ذرائع پر تھا جن میں زکوٰۃ، عشر، خراج اور جزیہ نمایاں تھے۔زکوٰۃ مسلمانوں کی دولت پر مقررہ شرح سے وصول کی جاتی اور مستحقین میں تقسیم کی جاتی جس سے دولت کی گردش معاشرے کے ہر طبقے تک یقینی بنائی جاتی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زکوٰۃ کے مستحقین کا تعین قرآنِ کریم نے خود کر دیا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا[14]

ترجمہ: "صدقات (زکوٰۃ) تو دراصل فقیروں اور مسکینوں اور ان کے کام پر مقرر عاملوں ہی کا حق ہے۔"

عشر زرعی پیداوار پر عائد ہوتا ہے جبکہ خراج مفتوحہ زمینوں سے حاصل ہونے والا محصول ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں فتوحات کے باعث خراج اور غنیمت کی مقدار میں نمایاں اضافہ ہوا جسے آپؓ نے نہایت احتیاط سے بیت المال میں محفوظ رکھا اور عوامی منصوبوں، فوجی ضروریات اور فلاحی کاموں پر خرچ کیا۔[15]

2.3. تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے اصول:

حضرت عثمانؓ کی اپنی ذاتی زندگی تجارت سے جڑی تھی اور یہی تجربہ آپؓ کی ریاستی پالیسیوں میں بھی جھلکتا تھا۔ آپؓ کے دور میں تجارتی راستوں کو محفوظ بنایا گیا، مسلمان تاجروں کو نئے مفتوحہ علاقوں تک رسائی حاصل ہوئی اور مارکیٹ میں ریاستی مداخلت کو کم سے کم رکھا گیا تاکہ آزادانہ تجارت فروغ پا سکے۔ نبی کریم ﷺ نے دیانت دار تاجر کی فضیلت یوں بیان فرمائی:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ[16]

ترجمہ: "سچا اور امانت دار تاجر، نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔"

اسی سوچ کے تحت آپؓ نے مسجدِ نبویؐ کی توسیع کے علاوہ پانی کے کنوؤں کی خریداری اور انہیں عوام کے لیے وقف کرنے جیسے اقدامات کیے جن سے تجارتی و زرعی سرگرمیوں کو فروغ ملا۔[17]

2.4. مالی شفافیت، دیانت داری اور احتساب:

اسلامی ریاست کے مالیاتی نظام کی بنیاد شفافیت اور احتساب پر رکھی گئی تھی۔ بیت المال کے ذمہ داران کا انتخاب دیانت داری اور امانت کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔ وسائل کے استعمال کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا تاکہ کسی بھی قسم کی ناانصافی کا سدباب ہو سکے۔ حضرت عثمانؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ریاستی وسائل کو امانت سمجھتے ہوئے خرچ کیا جائے۔ خود آپؓ کی ذاتی زندگی میں سادگی اور بے پناہ سخاوت اس بات کی گواہ تھی کہ ریاستی دولت کا استعمال ذاتی منفعت کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کے لیے ہونا چاہیے۔ یہ اصول آج کے دور میں بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے جہاں مالیاتی اداروں میں شفافیت کے فقدان کو معاشی بحرانوں کی ایک بڑی وجہ سمجھا جاتا ہے۔[18]

2.5. عوامی فلاح و بہبود کے اقدامات:

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں عوامی فلاحی منصوبوں پر خصوصی توجہ دی گئی۔ آپؓ نے مدینہ منورہ میں پانی کی فراہمی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے مشہور کنواں "بئرِ رومہ" خرید کر اسے عوام کے لیے وقف کر دیا۔ یہ کام آج بھی اسلامی تاریخ میں فلاحی کاموں کی ایک روشن مثال کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مسجدِ نبویؐ کی توسیع، سڑکوں اور تجارتی راستوں کی بہتری، اور فتوحات سے حاصل ہونے والے وسائل کو عوامی بہبود پر خرچ کرنا آپؓ کی پالیسیوں کا مستقل حصہ رہا۔ ان اقدامات کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ریاستی دولت میں اضافہ صرف حکمران طبقے کی خوشحالی کا ذریعہ نہ بنے بلکہ اس کے ثمرات پوری رعایا تک پہنچیں خصوصاً کمزور اور نادار طبقات تک۔[19]

2.6. دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشی عدل:

اسلامی معاشی نظام کا بنیادی مقصد دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے روکنا اور اسے معاشرے میں منصفانہ طور پر گردش میں رکھنا تھا۔ زکوٰۃ، عشر اور خراج جیسے ذرائع دراصل اسی مقصد کے لیے وضع کیے گئے تھے کہ امیر طبقے کی دولت کا ایک حصہ باقاعدگی سے غریب اور نادار طبقات تک منتقل ہو۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں فتوحات کے نتیجے میں دولت کی فراوانی کے باوجود اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ وسائل کی تقسیم میں عدل قائم رہے اور کوئی طبقہ محض اثر و رسوخ کی بنیاد پر زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ یہ اصول، جب جدید معاشی اصطلاحات میں دیکھا جائے تو دولت کی منصفانہ تقسیم اور سماجی انصاف کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے جو آج بھی پائیدار معیشتوں کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔[20]

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

3. حضرت عثمان بن عفانؓ کے معاشی اصولوں کی روشنی میں پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل کا حل:

3.1. بیت المال کے اصولوں کی بنیاد پر ٹیکس نظام کی اصلاح:

پاکستان کا موجودہ ٹیکس نظام بنیادی طور پر بالواسطہ ٹیکسوں پر انحصار کرتا ہے جس کا بوجھ امیر و غریب دونوں پر برابر پڑتا ہے۔ زرعی آمدنی اور بااثر طبقات بڑی حد تک ٹیکس کے دائرے سے باہر رہتے ہیں اور ادارہ جاتی کمزوریوں کے باعث ٹیکس چوری عام ہے۔ جبکہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں بیت المال کا نظام اس اصول پر قائم تھا کہ ہر شخص اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ریاستی خزانے میں حصہ ڈالتا تھا اور وصول شدہ رقم کو شفاف طریقے سے صرف عوامی مصلحت کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس نظام میں زکوٰۃ، عشر اور خراج جیسے مختلف ذرائع سے آمدنی اکٹھی کی جاتی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کا اطلاق مخصوص طبقے یا وسیلۂ آمدنی پر ہوتا تھا تاکہ ٹیکس کا بوجھ کسی ایک طبقے پر نہ پڑے بلکہ منصفانہ انداز میں تقسیم ہو[21]۔ عہدِ عثمانی کے اسی عادلانہ نظام کی بنیاد پر پاکستان اپنے موجودہ ٹیکس نظام کی اصلاح کے لیے درجِ ذیل اقدامات اٹھا سکتا ہے:

- **زرعی آمدنی کو ٹیکس کے دائرے میں لانا:**

پاکستان میں زرعی شعبہ جو کہ جی ڈی پی کا خاصا بڑا حصہ ہے آج بھی مؤثر ٹیکس سے تقریباً پاک ہے۔ صوبائی سطح پر زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ میں نرمی اور سیاسی دباؤ کے باعث یہ شعبہ برسوں سے ٹیکس نیٹ سے باہر ہے۔ اگر بڑے زمینداروں اور کارپوریٹ فارمنگ سے وابستہ آمدنی پر مرحلہ وار مگر مؤثر ٹیکس نافذ کیا جائے تو قومی خزانے میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔

- **بالواسطہ ٹیکسوں پر کم انحصار کرنا:**

موجودہ نظام میں سیلز ٹیکس اور دیگر بالواسطہ ٹیکس مجموعی وصولی کا بڑا حصہ بنتے ہیں۔ یہ غریب اور امیر پر یکساں لاگو ہوتے ہیں اور اس طرح غریب طبقے پر تناسب سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔ خراج اور زکوٰۃ کے تناسب میں فرق رکھے جانے کی طرح، پاکستان کو براہِ راست ٹیکس کے نظام کو مضبوط بنانا ہوگا تاکہ زیادہ آمدنی اور اثاثے رکھنے والے طبقات اپنی حقیقی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالیں اور غریب طبقے پر دباؤ کم ہو۔

- **شفاف ریکارڈ کیپنگ اور احتساب:**

بیت المال میں ہر آمدنی و اخراجات کا مکمل حساب رکھا جاتا تھا جس سے ناانصافی کا امکان نہ ہونے کے برابر تھا۔ اسی اصول کی جدید شکل میں، فیڈرل بورڈ آف ریونیو میں ڈیجیٹل ریکارڈ کیپنگ، مختلف اداروں کے درمیان ڈیٹا شیئرنگ، اور آزاد آڈٹ کا نظام متعارف کرایا جانا چاہیے۔ اس سے ٹیکس چوری اور بدعنوانی دونوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔
عوام کا ٹیکس نظام پر اعتماد اسی وقت بحال ہوگا جب وہ یہ دیکھیں گے کہ وصول شدہ رقم واقعی عوامی فلاح پر خرچ ہو رہی ہے بالکل ایسے ہی جیسے بیت المال کے دور میں ہوتا تھا۔

3.2. زکوٰۃ کے مؤثر نظام کے ذریعے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ:

پاکستان میں غربت کی شرح 28.9 فیصد اور بے روزگاری کی شرح 7.1 فیصد تک پہنچ چکی ہے[22]۔ ملک میں موجودہ زکوٰۃ نظام بڑی حد تک غیر مؤثر، محدود اور بکھرے ہوئے پیمانے پر رائج ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں زکوٰۃ کا نظام اس بنیاد پر قائم تھا کہ دولت مند طبقے کی آمدنی کا مقررہ حصہ باقاعدگی سے مستحقین تک پہنچے اور اس کی تقسیم شفاف اور مؤثر انتظامی ڈھانچے کے تحت ہو نہ کہ محض رضاکارانہ یا برائے نام طور پر[23]۔ خلافتِ راشدہ کے فلاحی ماڈل کو اگر دورِ حاضر کی انتظامی ضروریات کے مطابق ڈھالا جائے تو غربت کے سدِباب کے لیے یہ پہلو اہمیت کے حامل ہیں:

- **زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کو شفاف بنانا:**

موجودہ نظام میں زکوٰۃ کی کٹوتی صرف مخصوص بینک اکاؤنٹس تک محدود ہے اور اس کی تقسیم میں بھی شفافیت کا فقدان ہے۔ اگر ایک مرکزی، ڈیجیٹل اور قابلِ نگرانی نظام قائم کیا جائے جہاں مستحقین کی جانچ اور رقم کی تقسیم کا مکمل ریکارڈ عوامی سطح پر دستیاب ہو تو زکوٰۃ کا حقیقی اثر کہیں زیادہ وسیع ہو سکتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- **زکوٰۃ کے فنڈز کو روزگار سے جوڑنا:**

حضرت عثمانؓ کے دور میں وسائل کی تقسیم محض عارضی امداد تک محدود نہیں تھی بلکہ لوگوں کو خود کفیل بنانے پر بھی توجہ دی جاتی تھی۔ اسی طرح پاکستان میں زکوٰۃ کے فنڈز کا ایک حصہ ہنر مندی کی تربیت، چھوٹے کاروبار کے لیے بلاسود قرضے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے پر خرچ ہونا چاہیے تاکہ مستحقین مستقل طور پر خود کفیل ہو سکیں۔

- **نجی اور کارپوریٹ زکوٰۃ کو ادارہ جاتی سطح پر منظم کرنا:**

بڑے کاروباری اداروں اور مخیر حضرات کی زکوٰۃ کو باقاعدہ نظام کے تحت لانا چاہیے۔ تاکہ اس کی مقدار اور اثر دونوں میں اضافہ ہو اور یہ محض انفرادی سطح پر بکھری ہوئی نہ رہے۔

اگر زکوٰۃ کے نظام کو اس طرح مؤثر اور شفاف بنایا جائے جیسا کہ عثمانؓ کے دور میں تھا تو یہ نہ صرف فوری غربت کے خاتمے میں مدد دے سکتا ہے بلکہ طویل مدتی خود کفالت کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔

3.3. کرپشن کے خاتمے کے لیے شفاف مالی نظم:

پاکستان کا کرپشن پرسیپشن انڈیکس (Corruption Perceptions Index) میں 100 میں سے صرف 27 پوائنٹس حاصل کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ادارہ جاتی بدعنوانی کس حد تک جڑ پکڑ چکی ہے۔[24] حضرت عثمانؓ کے دور میں بیت المال کے ذمہ داران کا تقرر دیانت داری کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔ وسائل کے استعمال کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا تھا تاکہ بدعنوانی کا کوئی امکان باقی نہ رہے[25]۔ بیت المال کے اسی اعلیٰ انتظامی معیار اور دیانت داری کے تصور کو بنیاد بنا کر پاکستان میں شفافیت لانے کے لیے یہ اقدامات ضروری ہیں:

- **مالیاتی اداروں میں میرٹ پر تقرریاں:**

آج پاکستان میں کلیدی مالیاتی و انتظامی عہدوں پر تقرریاں اکثر سیاسی وابستگی کی بنیاد پر ہوتی ہیں جس سے احتساب کمزور پڑتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے اصول کے مطابق، ایسے عہدوں پر صرف دیانت دار اور اہل افراد کا تقرر ہونا چاہیے، چاہے ان کا کوئی سیاسی اثر و رسوخ ہو یا نہ ہو۔

- **سرکاری اخراجات کو عوامی سطح پر قابلِ رسائی بنانا:**

اگر ہر سرکاری منصوبے اور خرچ کی تفصیل عوام کے لیے آسانی سے دستیاب ہو تو بدعنوانی کے امکانات خود بخود کم ہو جاتے ہیں

کیونکہ عوام خود نگرانی کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

- **خسارے میں چلنے والے سرکاری اداروں کی تنظیمِ نو:**

پاکستان میں کئی سرکاری ادارے (SOEs) برسوں سے خسارے میں چل رہے ہیں اور ٹیکس دہندگان کا پیسہ ان پر صرف ہو رہا ہے۔ ان اداروں کا سخت احتساب، از سرِ نو تنظیم یا نجکاری ضروری ہے تاکہ وسائل کا ضیاع رکے۔

جس طرح حضرت عثمانؓ کے دور میں ریاستی وسائل کو امانت سمجھا جاتا تھا اسی طرح اگر پاکستان میں بھی مالی احتساب کا مؤثر نظام رائج ہو تو کرپشن کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔

3.4. بجٹ خسارے اور قرضوں میں کمی کی حکمت عملی:

پاکستان کا بجٹ خسارہ اور قرضوں کا بڑھتا ہوا حجم اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حکومتی اخراجات آمدنی سے کہیں زیادہ ہیں۔ نئے قرضے پرانے قرضوں کی ادائیگی کے لیے لیے جا رہے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں بیت المال کا نظام اس اصول پر قائم تھا کہ اخراجات وسائل کی حقیقی دستیابی کے مطابق ہوں اور فضول خرچی سے مکمل اجتناب کیا جائے[26]۔ ریاستی معیشت کو قرضوں سے آزاد کرنے اور مالی توازن قائم کرنے کے لیے عثمانی دور کے یہ اصول مشعلِ راہ بن سکتے ہیں:

- **غیر ضروری حکومتی اخراجات میں کمی:**

انتظامی اخراجات، غیر ترقیاتی مدات اور مراعات میں کمی لا کر بچت کو ترقیاتی و فلاحی منصوبوں کی طرف موڑا جا سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے بیت المال میں فضول خرچی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- **آمدنی کے مقامی ذرائع کو مضبوط بنانا:**

بیت المال بنیادی طور پر داخلی وسائل (زکوٰۃ، عشر، خراج) پر انحصار کرتا تھا نہ کہ بیرونی قرضوں پر۔ اسی طرح پاکستان کو اپنی داخلی آمدنی کے ذرائع مضبوط کرنے ہوں گے تاکہ بیرونی قرضوں پر انحصار بتدریج کم ہو۔

- **قرضوں کا استعمال محدود کرنا:**

قرض لے کر جاری اخراجات پورے کرنے کی بجائے اسے صرف ایسے منصوبوں پر خرچ کیا جانا چاہیے جو مستقبل میں آمدنی پیدا کریں تاکہ قرض خود اپنی ادائیگی کا ذریعہ بن سکے۔

اگر ریاستی اخراجات میں نظم وضبط اور وسائل کے حقیقت پسندانہ استعمال کا وہی اصول اپنایا جائے جو عثمانؓ کے دور میں رائج تھا تو بجٹ خسارہ اور قرضوں کا بوجھ بتدریج کم کیا جا سکتا ہے۔

3.5. تجارت کے فروغ اور برآمدات میں اضافہ:

پاکستان کا تجارتی خسارہ 39.47 ارب ڈالر تک پہنچ چکا ہے[27] جس کی بنیادی وجہ درآمدات پر انحصار اور برآمدات میں جمود ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں مارکیٹ میں ریاستی مداخلت کو کم رکھا گیا، تجارتی راستوں کو محفوظ بنایا گیا اور تاجروں کو نئے علاقوں تک رسائی دی گئی جس سے تجارت میں غیر معمولی فروغ ہوا۔ پاکستان کے تجارتی منظرنامے کو بہتر بنانے اور عالمی مارکیٹ میں جگہ بنانے کے لیے خلافتِ عثمانیہ کی آزاد اور محفوظ تجارتی پالیسی سے یہ عملی نکات سامنے آتے ہیں:

- **برآمدی صنعتوں کی مالی معاونت:**

کم شرحِ سود پر قرضے اور ٹیکس مراعات کے ذریعے برآمدی شعبے کی پیداواری لاگت کم کی جائے تاکہ عالمی منڈی میں مسابقت بڑھے جیسا کہ عثمانؓ کے دور میں تاجروں کو سہولیات فراہم کی جاتی تھیں۔

- **تجارتی راستوں اور بندرگاہوں کی بہتری:**

جدید انفراسٹرکچر اور تیز رفتار کسٹم کلیئرنس کا نظام تجارتی لاگت کم کرے گا، بالکل اسی طرح جیسے عثمانؓ کے دور میں تجارتی راستوں کی حفاظت اور بہتری پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

- **درآمدات پر کم انحصار:**

درآمدات پر انحصار کم کرنے کے لیے مقامی صنعت کو فروغ دینا خصوصاً توانائی کے شعبے میں خود کفالت کی طرف بڑھنا تاکہ درآمدی بل میں کمی آئے اور زرِ مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ کم ہو۔

3.6. دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی انصاف:

پاکستان میں آمدنی میں عدم مساوات کا اشاریہ 32.7 فیصد تک پہنچ چکا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ معاشی ترقی کے ثمرات چند ہاتھوں تک محدود ہیں[28]۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں زکوٰۃ، عشر اور خراج جیسے ذرائع اسی مقصد کے لیے بنائے گئے تھے کہ دولت کا ارتکاز نہ ہو اور وسائل معاشرے کے ہر طبقے تک پہنچیں[29]۔ معاشرے میں معاشی خلیج کو ختم کرنے اور پسے ہوئے طبقات کو اوپر اٹھانے کے لیے عثمانی دور کے معاشی انصاف کا ماڈل ان خطوط پر لاگو کیا جا سکتا ہے:

- **ترقی پذیر ٹیکس کے نظام کو مضبوط بنانا(Progressive Taxation):**

زیادہ آمدنی والے طبقات پر زیادہ شرح سے ٹیکس عائد کرنا۔ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو براہِ راست فلاحی منصوبوں پر خرچ کر کے دولت کی گردش کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

- **فلاحی پروگراموں کو مستقل اور ادارہ جاتی بنانا:**

موجودہ فلاحی پروگرام اکثر سیاسی مقاصد یا وقتی ضرورت کے تحت چلائے جاتے ہیں۔ ان کو ایک مستقل، شفاف اور میرٹ پر مبنی نظام میں ڈھالنا ضروری ہے تاکہ حقیقی مستحقین کو باقاعدگی سے فائدہ پہنچے۔

- **بنیادی سہولیات تک یکساں رسائی:**

تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولیات تمام طبقات کے لیے یکساں معیار کی ہونی چاہئیں تاکہ غربت نسل در نسل منتقل نہ ہو اور معاشرتی نقلِ مکانی (Social Mobility) ممکن ہو۔

3.7. موجودہ دور میں ان اصولوں کے نفاذ کی عملی رکاوٹیں اور امکانات:

اگرچہ حضرت عثمانؓ کے معاشی اصول نہایت مؤثر اور قابلِ عمل معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے جدید دور میں نفاذ کی راہ میں کئی عملی رکاوٹیں حائل ہیں۔

- **سیاسی عزم کی کمی:**

سب سے بڑی رکاوٹ سیاسی عزم کی کمی ہے۔ کیونکہ ٹیکس اصلاحات اور احتساب کا مؤثر نظام بااثر طبقات کے مفادات سے متصادم ہوتا ہے اور اکثر حکومتیں قلیل مدتی سیاسی نقصان کے خوف سے ایسی اصلاحات سے گریز کرتی ہیں۔

- **ادارہ جاتی صلاحیت کی کمی:**

دوسری رکاوٹ ادارہ جاتی صلاحیت کی کمی ہے۔ اس لیے کے شفاف مالیاتی نظام کے لیے جدید ٹیکنالوجی، تربیت یافتہ افرادی قوت اور مؤثر قانون سازی درکار ہوتی ہے، جو راتوں رات ممکن نہیں۔

- **بین الاقوامی مالیاتی اداروں پر انحصار:**

تیسری رکاوٹ بین الاقوامی مالیاتی اداروں پر انحصار ہے۔ یہ پاکستان کی پالیسی سازی کی آزادی کو محدود کرتا ہے اور اکثر داخلی وسائل پر مبنی اصلاحات کی بجائے بیرونی شرائط پر عمل درآمد کو ترجیح دلواتا ہے۔

امکانات:

اس کے باوجود امکانات بھی موجود ہیں مثلاً:

1۔ زکوٰۃ کا موجودہ نظام: زکوٰۃ کا موجودہ نظام اگرچہ محدود ہے لیکن یہ ایک بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جسے مزید مؤثر اور شفاف بنایا جاسکتا ہے۔

2۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی: اسی طرح ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ذریعے شفافیت اور احتساب کا نظام نسبتاً کم لاگت اور کم وقت میں متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اصولوں کو بتدریج اور مرحلہ وار نافذ کیا جائے۔ اس کے یکبارگی مکمل تبدیلی کی توقع نہ رکھی جائے تاکہ نظام کو حقیقی معنوں میں پائیدار بنیادوں پر استوار کیا جاسکے۔

نتائج بحث:

اس آرٹیکل میں پاکستان کو درپیش معاشی مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ جن میں مہنگائی، بے روزگاری اور غربت، بجٹ خسارہ، بڑھتے ہوئے قرضے، ٹیکس نظام کی خرابیاں، کرپشن، تجارتی خسارہ اور روپے کی گرتی قدر شامل ہیں۔ یہ تمام مسائل آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہوئے ملک کو ایک مسلسل معاشی بحران کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت کے معاشی اصولوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ جن میں بیت المال کا شفاف نظام، زکوٰۃ و عشر کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم، تجارت کا فروغ، مالی دیانت داری اور عوامی فلاح و بہبود جیسے اصول نمایاں تھے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس تحقیقی مطالعے کا اہم نتیجہ یہ سامنے آیا کہ پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل کی جڑ محض وسائل کی کمی نہیں ہے بلکہ وسائل کے غلط استعمال، شفافیت کے فقدان اور منصفانہ تقسیم کے نہ ہونے میں ہے۔ یہ بالکل انہی مسائل کے برعکس ہیں جن پر حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں خصوصی توجہ دی گئی تھی۔ چاہے وہ زکوٰۃ کے مؤثر نظام کے ذریعے غربت کا خاتمہ ہو، بیت المال کی طرز پر ٹیکس نظام کی اصلاح ہو، یا شفاف احتساب کے ذریعے کرپشن پر قابو پانا ہو۔ ہر پہلو میں یہ چودہ سو سال پرانے اصول آج بھی حیرت انگیز طور پر متعلقہ اور قابلِ عمل معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے معاشی اصولوں کی عصرِ حاضر میں افادیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ اصول محض عبادات یا اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل، متوازن اور قابلِ اطلاق معاشی نظام پیش کرتے ہیں۔ ایسا نظام جو معاشی آزادی اور سماجی انصاف کو یکجا کرتا ہے۔ یہی وہ توازن ہے جس کی پاکستان کی معیشت کو آج شدید ضرورت ہے۔ وہ اصول جہاں محض قرضوں پر انحصار اور عارضی بیل آؤٹ پیکجز کی بجائے ساختی اصلاحات اور اخلاقی وانتظامی نظم کی بنیاد پر پائیدار تبدیلی لانا ضروری ہو چکا ہے۔

یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ پاکستان کی معیشت کی حقیقی بہتری کسی ایک وقتی اقدام سے ممکن نہیں ہے۔ اس کے لیے سیاسی عزم، ادارہ جاتی اصلاحات اور تدریجی مگر مستقل نفاذ درکار ہے۔ اگر پیش کی گئی سفارشات پر سنجیدگی سے عمل کیا جائے اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت کے معاشی اصولوں کو جدید ریاستی ڈھانچے میں مؤثر طریقے سے شامل کیا جائے تو پاکستان نہ صرف اپنے موجودہ معاشی بحران سے نکل سکتا ہے بلکہ ایک مستحکم، منصفانہ اور خود کفیل معیشت کی بنیاد بھی رکھ سکتا ہے۔

سفارشات (Recommendations):

پاکستان کے معاشی مسائل کے حل اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے معاشی اصولوں سے رہنمائی حاصل کر کے درجِ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- **زکوٰۃ کے نظام کی مائیکرو فنانسنگ اور خود کفالت:**

زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کو جدید ڈیجیٹل خطوط پر استوار کر کے مکمل شفاف بنایا جائے۔ زکوٰۃ کے فنڈز کو محض عارضی مالی امداد کے بجائے ہنر مندی کی تربیت اور بلا سود مائیکرو فنانسنگ سے جوڑا جائے تاکہ کمزور طبقات کو مستقل طور پر معاشی طور پر خود کفیل بنایا جا سکے۔

- **مالیاتی ڈسپلن اور بیت المال کا ماڈل:**

عہدِ عثمانی کے بیت المال کی طرز پر ملک میں مالیاتی ڈسپلن قائم کیا جائے۔ تمام وفاقی اور صوبائی محصولات کی وصولی اور اخراجات کا ایک مربوط، مرکزی اور پبلک پورٹل بنایا جائے جہاں ہر شہری کو ریاستی بجٹ اور اخراجات تک مکمل اور شفاف رسائی حاصل ہو۔

- **ٹیکسیشن کے نظام میں سٹرکچرل اصلاحات:**

ٹیکس کے فرسودہ نظام کو سادہ اور منصفانہ بنایا جائے۔ غریب طبقے پر بوجھ بننے والے بالواسطہ ٹیکسوں پر انحصار بتدریج کم کیا جائے اور متمول طبقے سے براہِ راست ٹیکس وصول کیا جائے۔ اس سلسلے میں زرعی انکم ٹیکس کو مؤثر بنانا اور رئیل اسٹیٹ جیسے غیر پیداواری شعبوں کو ٹیکس نیٹ میں لانا ضروری ہے۔

- **میرٹ، گورننس اور اینٹی کرپشن اصلاحات:**

مالیاتی اداروں (مثلاً اسٹیٹ بینک، ایف بی آر) اور اہم سرکاری عہدوں پر تقرریاں بغیر کسی سیاسی مداخلت کے صرف اور صرف صلاحیت اور میرٹ کی بنیاد پر کی جائیں۔ کرپشن اور ٹیکس چوری کے خاتمے کے لیے ایک خود مختار اور سخت احتسابی نظام نافذ کیا جائے جو بلا امتیاز کارروائی کرے۔

- **تجارتی تسہیل اور برآمدی نمو:**

مقامی صنعتوں اور خاص طور پر برآمداتی شعبے کے لیے کاروبار میں آسانی فراہم کی جائے۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں تاجروں پر بلاجواز پابندیاں عائد نہیں کی جاتی تھیں اور تجارتی راستے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ اسی اصول کی روشنی میں کسٹم ڈیوٹیز اور تجارتی محصولات کی شرح کو منصفانہ بنایا جائے تاکہ بیرونی سرمایہ کاری کا رجحان بڑھے اور درآمدات پر انحصار کم کر کے تجارتی خسارے پر قابو پایا جا سکے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- **سماجی تحفظ اور خود مختار فلاحی پروگرام:**

ملک میں جاری فلاحی پروگراموں (جیسے احساس یا بینظیر انکم سپورٹ) کو سیاسی وابستگیوں سے پاک کر کے ایک مستقل ادارہ جاتی شکل دی جائے۔ مستحقین کی شناخت کے لیے ڈیٹا بیس کو شفاف بنایا جائے تاکہ ریاستی ریلیف حقیقی حق دار تک پہنچے۔

- **حکومتی اخراجات میں سادگی اور کفایت شعاری:**

حکومتی سطح پر تمام غیر ترقیاتی اور عیش و عشرت پر مبنی اخراجات پر فوری پابندی لگائی جائے۔ ملکی اور بیرونی قرضوں کا حصول صرف اور صرف پیداواری منصوبوں کے لیے مخصوص کیا جائے جو معاشی ترقی اور روزگار پیدا کرنے کا سبب بن سکیں نہ کہ انہیں انتظامی اخراجات پر ضائع کیا جائے۔

- **اسلامی معاشی اصولوں کا بتدریج نفاذ:**

ملکی سطح پر سودی نظام کے متبادل اور اسلامی معاشی قوانین کے نفاذ کے لیے ایک مرحلہ وار اور پالیسی ساز روڈمیپ تیار کیا جائے۔ اس کا مقصد نظام میں کسی بڑے معاشی جھٹکے کے بغیر ایسی تبدیلیاں لانا ہونا چاہیے جو طویل مدت میں ملکی بقا اور خوشحالی کی ضامن بن سکیں۔

حوالہ جات:

[1] Lionel Robbins, An Essay on the Nature and Significance of Economic Science (London: Macmillan & Co., 1932), 45.
[2] Pakistan Bureau of Statistics, "Pakistan Inflation Rate June 2026: CPI Eases to 11.1% Year-on-Year," IndexBox News and Statistics, July 1, 2026, https://www.indexbox.io/blog/pakistan-inflation-eases-to-111-in-june-2026-pbs-data-shows./

[3] Government of Pakistan, Ministry of Finance, "Economic Survey of Pakistan 2025-26," cited in "Pakistan's Poverty Rate Rises to 28.9%, 5.9 Million People Unemployed," Dunya News, June 11, 2026, https://dunyanews.tv/en/Pakistan/956695
[4] Shankar Talreja, quoted in "Pakistan Projected to Post 21-Year Low Budget Deficit in Outgoing FY26," Business Recorder, June 3, 2026, https://www.brecorder.com/news/amp/40423651
[5] Government of Pakistan, Ministry of Finance, Debt Management Office, "Debt Bulletin1HFY-2026, April8,2026, https://www.finance.gov.pk/dpco/debt_bulletin_1hy_2026.pdf.

[6] World Bank, "Chapter 1: Reducing Pakistan's Persistent Fiscal Deficits," in Pakistan Public Finance Review 2024 (Washington, DC: World Bank Group, July 8, 2024), https://documents1.worldbank.org/curated/en/099041223153515064/pdf/P1750771d0e1f2020180751b31d8d55f2dc.pdf.

[7]Transparency International, Corruption Perceptions Index 2024, cited in "Pakistan Corruption Index," Trading Economics, 2026, https://tradingeconomics.com/pakistan/corruption-index.

[8] Pakistan Bureau of Statistics, "'Four-Year High': Pakistan Trade Deficit Hits $39.5bn in FY26," Business Recorder, July 2026, https://www.brecorder.com/news/40428230
[9] Tahira Bano Qasim et al., "Depreciation of Pak Rupee and Its Effects on Tax Collection by FBR," Review of Economics and Development Studies 7, no. 2 (2021). https://reads.spcrd.org/index.php/reads/article/view/322

[10] امام ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، مترجم: مولانا محمد صاحب غازی پوری، (کراچی: نفیس اکیڈمی، 2003ء)، جلد 3، باب: ذکر خلافت عثمان بن عفانؓ، ص15-18۔

[11] امام محمد بن جریر طبری، تاریخ طبری، مترجم سید محمد ابراہیم ندوی (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1990ء)، ج4، ص289۔

[12] سورۃ الحشر 7:59

[13] امام ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال،، اردو ترجمہ (لاہور: کتاب و سنت پبلی کیشنز، 2016ء)، ج1، ص94۔

[14] سورۃ التوبہ 60:9

[15] امام ابو یوسف، کتاب الخراج، اردو ترجمہ (لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، 2008ء)، ص112۔

[16] امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في التجار، رقم الحدیث: 1209۔

[17] امام احمد بن یحییٰ البلاذری، فتوح البلدان، اردو ترجمہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2012ء)، ص176۔

[18] امام ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، اردو ترجمہ (لاہور: کتاب و سنت پبلی کیشنز، 2016ء)، ج1، ص118۔

[19] امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، مترجم شمس بریلوی (کراچی: مکتبہ مجددیہ، 1995ء)، ص195۔

[20] عبد الوحید الحنفی، سیرت حضرت عثمان ذوالنورینؓ، سلسلہ نمبر 38 (لاہور: مرحبا اکیڈمی، 2015ء)، ص78۔

[21] امام ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، 2008ء)، جلد 7، باب: ذکر سیرت عثمان بن عفانؓ وسیاستہ فی الاموال، ص212-215۔

[22] حکومتِ پاکستان، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات، پاکستان اکنامک سروے 2025-26 (اسلام آباد: وزارتِ خزانہ، 2026ء)، باب روزگار و غربت۔

[23] امام احمد بن یحییٰ بلاذری، انساب الاشراف، مترجم: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، (اسلام آباد: تحقیقاتِ اسلامی، 1998ء)، جلد 5، باب: امر الزکاۃ وعمال عثمان بن عفانؓ، ص88-92۔

[24] پاکستان کی کرپشن پرسیپشن انڈیکس میں 2 درجے تنزلی، ڈان نیوز اردو، 11 فروری 2025ء۔

[25] امام ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مترجم: مولانا محمود احمد غضنفر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2006ء)، جلد 3، باب: ذکر عثمان بن عفانؓ وعمالہ علی بیت المال، ص1038-1042۔

[26] امام ابن جوزی، مناقب امیر المؤمنین عثمان بن عفان، مترجم: مولانا عبد الرشید فوقانی، (کراچی: دار الاشاعت، 2010ء)، جلد 1، باب: ذکر زہد عثمان بن عفانؓ وسیفہ فی بیت المال، ص142-145۔

[27] حکومتِ پاکستان، Pakistan Bureau of Statistics، Trade Statistics of Pakistan, FY2025-26 (اسلام آباد: PBS، 2026ء)۔

[28] حکومتِ پاکستان، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات، پاکستان اکنامک سروے 2025-26 (اسلام آباد: وزارتِ خزانہ، 2026ء)۔

[29] امام ابن حزم، المحلی بالآثار، مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی، (لاہور: المکتبۃ السلفیہ، 2004ء)، جلد 6، باب: کتاب الزکاۃ (باب تفریق الزکاۃ وقسمتھا)، ص158-161۔